مسجد کے واش روم کرائے یا ٹھیکے پر دینا کیسا؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: HAB-0496

تاریخ اجراء: 20رجب المرجب1446ھ/21جنوری2025ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ ہماری مسجد میں تین بیت الخلاء (واش رومز) ہیں، مسجد کے قریب میں مارکیٹ ہونے کی وجہ سے یہ بہت کثرت سے استعمال ہوتے ہیں، اب اہل محلہ اور کمیٹی کے افراد نے باہمی مشورہ سے طے کیا ہے کہ ہم ایک خاک روب (Sweeper) کو یہ واشر ومز ٹھیکے پر دے دیتے ہیں، یہ Sweeper جماعت کے اوقات کے علاوہ واشر ومز استعمال کرنے والوں سے بیس روپے وصول کرے گا، یہ ساری آمدنی Sweeper کی ہوگی اور وہ اس ٹھیکے کے بدلے مسجد کو ہر مہینے 3000 روپے کی فکس رقم بطور ٹھیکہ ادا کرے گا۔

اسی طرح کا سلسلہ ہمارے علاقے میں موجود اہل سنت کی تین مساجد میں چل رہا ہے، ابھی تک ہماری مسجد میں ایسا سلسلہ شروع نہیں ہوا، ہم چاہتے ہیں کہ یہ کام شروع کرنے سے پہلے شرعی رہنمائی لے لیں، کیا مذکورہ طریقہ کار کے مطابق مسجد کے واش رومز کو ٹھیکے پر دینا جائز ہے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مسجد کے بیت الخلاء (واش رومز) ٹھیکے یا کرایہ پر نہیں دیے جاسکتے، چاہے یہ صورت ہو کہ کسی خاص فرد کو ٹھیکے پر دیے جائیں اور وہ مسجد کو ماہانہ مخصوص رقم ادا کرے، یا انتظامیہ خود براہِ راست مسجد کے واش رومز استعمال کرنے والوں سے کرایہ وصول کرے، دونوں صورتوں میں مسجد کے ایک حصے کو کرایہ پر دینا موجود ہے، اور شرعی طور پر مسجد کے کسی حصے کو کرایہ پر دینا ناجائز و حرام ہے۔

مجمع الانھر، بحر الرائق، نہر الفائق اور در مختار میں مسجد کے کسی بھی حصے کو کرایہ پر دینے کو ناجائز قرار دیا حتی کہ اجرت دے کر مسجد کی دیوار پر کڑیاں رکھنے تک کو فقہاء نے اس کو عدمِ جواز میں شامل کیا، چنانچہ در مختار میں ہے:

”فیجب ھدمہ ولو علی جدار المسجد، ولا یجوز أخذ الأجرۃ منہ ولا أن یجعل شیئا منہ مستغلا ولا

سکنی بزازیة" ترجمہ: اس بنا کا ہدم کرنا واجب ہے اگرچہ مسجد کی دیوار پر ہو، اور اس کی اجرت لینا اور اس کے کسی حصے کو کرایہ یا رہائش کی جگہ بنانا جائز نہیں، بزازیہ۔

(ولو علی جدار المسجد) کے تحت رد المحتار میں ہے: "مع أنه لم یأخذ من هواء المسجد شیئا:۔ ط ونقل في البحر قبله ولا یوضع الجذع علی جدار المسجد وإن كان من أوقافه:۔ قلت: وبه علم حكم ما یصنعه بعض جیران المسجد من وضع جذوع علی جداره فإنه لا یحل ولو دفع الأجرة" ترجمہ: حالانکہ اس نے مسجد کی فضا کا کوئی حصہ نہیں گھیرا۔ ط اور بحر میں اس سے قبل نقل کیا کہ کڑیاں مسجد کی دیوار پر نہیں رکھ سکتے اگرچہ مسجد کے اوقاف کی کڑیاں ہوں:۔ میں کہتا ہوں: اسی سے مسجد کے پڑوس میں رہنے والوں کا مسجد کی دیوار پر اپنی کڑیاں رکھنے کا حکم معلوم ہو گیا کہ یہ جائز نہیں اگرچہ اجرت دیں۔

(ولا أن یجعل إلخ) کے تحت ہے: "هذا ابتداء عبارة البزازیة، والمراد بالمستغل أن یؤجر منه شيء لأجل عمارته" ترجمہ: یہ بزازیہ کی عبارات کی ابتدا ہے، اور مستغل سے مراد یہ ہے کہ مسجد کا کوئی حصہ کرایہ پر دیا جائے تاکہ مسجد کی تعمیر (میں مدد حاصل) ہو۔ (الدر المختار ورد المحتار، ج 4، ص 358، دار الفکر)

علامہ سید طحطاوی (مستغلاً) کے تحت لکھتے ہیں: "ولو لیصرف علی المسجد، وان احتاج ذلک، وان احتاج الی العمارة ولا شیء له۔۔ ومن قال بتسویغ اجارة بعض المساجد لحاجته فهو غیر صحیح أفاده صاحب البحر" ترجمہ: اگرچہ مسجد پر خرچ کرنے کے لیے ہی اجارہ پر دیا جائے، اگرچہ مسجد کو حاجت ہو، اگرچہ مسجد کی تعمیر کی حاجت ہو اور تعمیر پر خرچ کرنے کا کوئی اور ذریعہ نہ ہو۔۔ جس نے مسجد کی حاجت کی وجہ سے بعض حصے کو اجارے پر دینے کے جواز کا قول کیا اس کا قول درست نہیں، صاحب البحر نے اس کا افادہ کیا ہے۔ (طحطاوی علی الدر المختار، ج 6، ص 621، دار الکتب العلمیة)

بہار شریعت میں ہے: "مسجد کا کوئی حصّہ کرایہ پر دینا کہ اسکی آمدنی مسجد پر صَرف ہو گی حرام ہے اگرچہ مسجد کو ضرورت بھی ہو۔" (بہار شریعت، حصہ 10، ص 560، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اصل یہ ہے کہ مسجد کا کوئی حصہ تو ایک طرف اس کی کوئی شے بھی کرایہ پر نہیں دے سکتے الا یہ کہ واقف نے کرایہ پر دینے کے لیے ہی اس شے کو وقف کیا ہو، ہاں ضرورت کے وقت اسبابِ مسجد کو کرایہ پر دینا ایک مستثنیٰ صورت ہے۔ امام اہل سنت فرماتے ہیں: "کرایہ پر دینے کے لئے وقف ہوں تو متولی دے سکتا ہے مگر وہ جو مسجد پر اس

کے استعمال میں آنے کے لئے وقف ہیں انہیں کرایہ پر دینا لینا حرام کہ جو چیز جس غرض کے لئے وقف کی گئی دوسری غرض کی طرف اسے پھیرنا ناجائز ہے اگرچہ وہ غرض بھی وقف ہی کے لئے فائدہ کی ہو کہ شرط واقف مثل نص شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واجب الاتباع ہے۔۔۔ خلاصہ میں تحریر فرمایا کہ جو گھوڑا قتال مخالفین کے لئے وقف ہوا ہوا سے کرایہ پر چلانا ممنوع وناجائز ہے، ہاں اگر مسجد کو حاجت ہو مثلاً مرمت کی ضرورت ہے اور روپیہ نہیں تو بمجبوری اس کا مال اسباب اتنے دنوں کرایہ پر دے سکتے ہیں جس میں وہ ضرورت رفع ہو جائے، جب ضرورت نہ رہے پھر ناجائز ہو جائے گا۔" (فتاوی رضویہ، ج16، ص453، رضافاؤنڈیشن)

اسعاف میں ہے: "ولو أراد قیم المسجد أن یبني حوانیت **في حرم المسجد وفنائه** قال الفقیه أبو اللیث لا یجوز له أن یجعل شیئا من المسجد سکنا **ومستغلا**" ترجمہ: اگر مسجد کا متولی مسجد کی حدود یا فنا میں دکانیں بنانا چاہے، فقیہ ابولیث فرماتے ہیں: متولی کے لیے جائز نہیں کہ وہ مسجد کے کسی حصے کو رہائش گاہ بنائے یا کرایہ پر دے۔ (الإسعاف فی أحکام الأوقاف، ص74، مطبوعہ ازبکیۃ)

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ فقہاء کے قول "لا یجعل **شیئا من المسجد** سکنا ومستغلا" میں "**المسجد**" اپنے عموم پر ہے جو عین وفنا دونوں حصوں کو شامل ہے، اسی لیے اسعاف میں فنائے مسجد میں دکانیں بنانے کی حرمت پر اس عبارت سے استدلال کیا۔

وقار الفتاوی میں ہے: "الاستفتاء: مسجد کا استنجاء خانہ ہے، جس میں جمعدار رکھا گیا ہے جو کہ استنجاء خانہ کی صفائی ستھرائی رکھتا ہے۔ لیکن مسجد کی انتظامیہ اس کو تنخواہ نہی دیتی۔ بلکہ جمعدار خود ہی لوگوں سے پیسے وصول کرلیتا ہے۔ یعنی جو بھی بیت الخلاء میں جاتا ہے اس سے ایک روپیہ وصول کرتا ہے۔ لیکن جمعدار پانی اور بجلی مسجد کی استعمال کرتا ہے۔ تو اس صورت میں مسجد کی انتظامیہ اس جمعدار سے پانی اور بجلی کا پیسہ وصول کر سکتی ہے یا نہیں؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

الجواب: وقف کے مال سے ضروریات مسجد کے لیے جو استنجاء خانہ بنائے جائیں ان میں نمازیوں سے روپیہ لینا جائز نہیں۔ اس لیے جمعدار تنخواہ پر رکھا جائے اور جب بجلی پانی بھی مسجد کا خرچ کیا جاتا ہے تو خاص طور پر جمعدار کو بلا تنخواہ رکھنا اور نمازیوں سے پیسے وصول کرنا اور بھی زیادہ برا ہے۔" (وقار الفتاوی، ج2، ص335، بزم وقار الدین)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com

daruliftaahlesunnat

DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net